سبق 1 34
266/2 تا 286

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ البقرۃ (۲)

آیت نمبر (266)

﴿ اَیَوَدُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ تَکُوۡنَ لَہٗ جَنَّۃٌ مِّنۡ نَّخِیۡلٍ وَّ اَعۡنَابٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ۙ لَہٗ فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَ اَصَابَہُ الۡکِبَرُ وَ لَہٗ ذُرِّیَّۃٌ ضُعَفَآءُ ۪ۚ فَاَصَابَہَاۤ اِعۡصَارٌ فِیۡہِ نَارٌ فَاحۡتَرَقَتۡ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّکُمۡ تَتَفَکَّرُوۡنَ ﴿۲۶۶﴾ ﴾

ن خ ل

(ن) نَخۡلًا — آٹا چھان کر بھوسی الگ کرنا۔ اچھی چیز پسند کرنا۔

نَخۡلٌ — اسم جنس ہے۔ واحد نَخۡلَۃٌ جمع نَخِیۡلٌ۔ ک ھجور کا درخت۔ ﴿ فِیۡہِمَا فَاکِہَۃٌ وَّ نَخۡلٌ وَّ رُمَّانٌ ﴿ۚ۶۸﴾ ﴾ (55/الرحمٰن:68) ''ان دونوں میں ہیں کچھ میوے اور کچھ کھجور اور کچھ انار۔'' ﴿ وَ ہُزِّیۡۤ اِلَیۡکِ بِجِذۡعِ النَّخۡلَۃِ ﴾ (19/مریم:25) ''تو ہلا اپنی طرف کھجور کے تنے کو۔''

ع ص ر

(ض) عَصۡرًا — کسی چیز کا رَس نچوڑنا۔ نچوڑنے کے لیے کسی چیز کو گھمانا۔ گردش دینا۔ ﴿ وَ فِیۡہِ یَعۡصِرُوۡنَ ﴿ؒ۴۹﴾ ﴾ (12/یوسف:49) ''اور اس میں وہ لوگ رَس نچوڑیں گے۔''

عَصۡرٌ — اسم ذات ہے۔ زمانہ۔ ﴿ وَ الۡعَصۡرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۲﴾ ﴾ (103/العصر:2،1) ''زمانے کی قسم بیشک تمام انسان خسارے میں ہیں۔''

اِعۡصَارٌ — اسم ذات ہے۔ بگولہ۔ سائکلون۔ آیت زیر مطالعہ۔

(افعال) اِعۡصَارًا — بارش برسانا۔

مُعۡصِرٌ — اسم الفاعل ہے۔ بارش برسانے والا یعنی بادل۔ ﴿ وَّ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡمُعۡصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿ۙ۱۴﴾ ﴾ (78/النبا:14) ''اور ہم نے اُتارا بدلیوں سے کچھ پانی موسلا دھار۔''

ح ر ق

(ن) حَرۡقًا — کسی چیز کو جلانا۔

حَرِیۡقٌ — ہمیشہ اور ہر حال میں جلانے والا۔ آگ کا شعلہ۔ ﴿ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡحَرِیۡقِ ﴿۱۸۱﴾ ﴾ (3/آل عمران:181) ''تم لوگ چکھو شعلے کا عذاب۔''

(تفعیل) تَحۡرِیۡقًا — کثرت سے جلانا۔ جلا کر بھسم کر دینا۔ ﴿ لَنُحَرِّقَنَّہٗ ثُمَّ لَنَنۡسِفَنَّہٗ فِی الۡیَمِّ نَسۡفًا ﴿۹۷﴾ ﴾ (20/طٰہٰ:97) ''ہم لازماً جلا کر بسم کریں گے اس کو پھر ہم لازماً بکھیریں گے اس کو پانی میں جیسے بکھیرتے ہیں۔''

حَرِّقۡ — فعل امر ہے۔ تو جلا کر بھسم کر۔ ﴿ قَالُوۡا حَرِّقُوۡہُ وَ انۡصُرُوۡۤا اٰلِہَتَکُمۡ ﴾ (21/الانبیاء:68) ''ان لوگوں نے کہا تم لوگ جلا کر بھسم کرو اس کو اور تم لوگ مدد کرو اپنے معبودوں کی۔''

(افتعال) اِحۡتِرَاقًا — اہتمام سے جلنا۔ جل کر بھسم ہونا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

یَوَدُّ کا فاعل اَحَدُکُمْ ہے۔اَنْ تَکُوْنَ کا اسم جَنَّۃٌ ہے،اس کی خبر محذوف ہےاور لَہٗ قائم مقام خبر مقدم ہے۔تَجْرِیْ کا فاعل اَلْاَنْھٰرُ ہے، یہ غیر عاقل کی جمع مکسر ہے اس لیے فعل واحد مؤنث آیا ہے۔لَہٗ خبر محذوف کی قائم مقام خبر مقدم ہے۔فِیْھَا اور مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ متعلق خبر ہیں اور مبتداء بھی محذوف ہے جو نَصِیْبٌ ہوسکتا ہے۔وَاَصَابَہٗ کی ضمیر مفعولی اَحَدُکُمْ کے لیے ہی اور اَلْکِبَرُ اس کا فاعل ہے۔مرکب توصیفی ذُرِّیَّۃٌ ضُعَفَاءُ مبتداء مؤخر نکرہ ہے،خبر محذوف ہے اور لَہٗ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ذُرِّیَّۃٌ یہاں جمع کے مفہوم میں آیا ہے۔فَاحْتَرَقَتْ کا فاعل اس میں ھِیَ کی ضمیر ہے جو جَنَّۃٌ کے لئے ہے۔

ترجمہ

اَیَوَدُّ	اَحَدُکُمْ	اَنْ	تَکُوْنَ	لَہٗ	جَنَّۃٌ	مِّنْ نَّخِیْلٍ
کیا چاہتا ہے	تم میں سے کوئی	کہ	ہو	اس کے لیے	ایک باغ	کھجوروں کا

وَّ اَعْنَابٍ	تَجْرِیْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْھٰرُ	لَہٗ	فِیْھَا
اور انگوروں کا	بہتی ہوں	ان کے نیچے سے	نہریں	اس کے لیے ہو	اس میں

مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ	وَاَصَابَہُ	الْکِبَرُ	وَ	لَہٗ
تمام پھلوں میں سے (ایک حصہ)	اور آ لگے اس کو	بڑھاپا	اس حال میں کہ	اس کی ہوں

ذُرِّیَّۃٌ ضُعَفَاءُ	فَاَصَابَھَآ	اِعْصَارٌ	فِیْهِ	نَارٌ	فَاحْتَرَقَتْ
کچھ کمزور اولادیں	پھر آ لگے اس کو	ایک بگولہ	جس میں ہو	ایک آگ	پس وہ بھسم ہو

کَذٰلِكَ	یُبَیِّنُ	اللّٰہُ	لَکُمُ	الْاٰیٰتِ	لَعَلَّکُمْ	تَتَفَکَّرُوْنَ
اس طرح	واضح کرتا ہے	اللہ	تم لوگوں کے لیے	نشانیوں کو	شائد کہ	تم لوگ سوچ وچار کرو

نوٹ۔1

سائکلون میں ہوا کی گردش سے جو بجلی پیدا ہوتی ہے اسے اس آیت میں آگ کہا گیا ہے۔کیونکہ وہ بجلی جب کسی چیز پر گرتی ہے تو اسے جلا کر بھسم کر دیتی ہے۔

آیت نمبر (267)

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۲۶۷﴾﴾

ی م م

(ن) یَمًّا کسی چیز کو پانی میں ڈالنا۔

یَمٌّ اسم ذات ہے۔پانی۔﴿فَاَغْرَقْنٰھُمْ فِی الْیَمِّ﴾ (7/الاعراف:136) ’’تو ہم نے ڈبویا ان کو پانی میں۔‘‘

(تفعّل) تَیَمُّمًا کسی چیز کا قصد کرنا۔ارادہ کرنا۔آیت زیر مطالعہ۔

خ	ب	ث

(ک) خَبَاثَةً گندہ اور ناپاک ہونا۔ ناکارہ اور ردّی ہونا۔ ﴿وَ الَّذِیۡ خَبُثَ لَا یَخۡرُجُ اِلَّا نَکِدًا ؕ﴾ (7/الاعراف:58) ''اور جو ناکارہ ہوا اس سے نہیں نکلتا مگر مشکل سے۔''

خَبِیۡثٌ فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔گندہ۔ناکارہ۔آیت زیرِ مطالعہ۔

غ	م	ض

(ن) غُمُوۡضًا نیند کا جھونکا آنا۔

(افعال) اِغۡمَاضًا آنکھ بند کرنا۔چشم پوشی کرنا۔غفلت برتنا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

طَیِّبٰتِ مضاف ہے اور مَا اس کا مضاف الیہ ہے۔لَسۡتُمۡ کا اسم اس میں شامل اَنۡتُمۡ کی ضمیر ہے اور بِاٰخِذِیۡهِ اس کی خبر ہے۔ یہ بِاٰخِذِیۡنَ تھا۔مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا ہوا ہے۔

ترجمہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡۤا	اَنۡفِقُوۡا	مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا	کَسَبۡتُمۡ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ خرچ کرو	اس کے پاکیزہ میں سے جو	تم لوگوں نے کمایا

وَمِمَّاۤ	اَخۡرَجۡنَا	لَکُمۡ	مِّنَ الۡاَرۡضِ ۪	وَلَا تَیَمَّمُوا
اور اس میں سے جو	ہم نے نکالا	تمہارے لیے	زمین سے	اور تم لوگ ارادہ مت کرو

الۡخَبِیۡثَ	مِنۡهُ	تُنۡفِقُوۡنَ	وَلَسۡتُمۡ	بِاٰخِذِیۡهِ
ناکارہ کا	اس میں سے (جس سے)	تم لوگ خرچ کرتے ہو	حالانکہ تم لوگ نہیں ہو	اس کو پکڑنے والے

اِلَّاۤ اَنۡ	تُغۡمِضُوۡا	فِیۡهِ ؕ	وَاعۡلَمُوۡۤا	اَنَّ	اللّٰهَ	غَنِیٌّ	حَمِیۡدٌ
مگر یہ کہ	تم چشم پوشی کرو	اس سے	اور جان لو	کہ	اللہ	بے نیاز ہے	حمد کیا ہوا ہے

آیت نمبر(268)

﴿اَلشَّیۡطٰنُ یَعِدُکُمُ الۡفَقۡرَ وَ یَاۡمُرُکُمۡ بِالۡفَحۡشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ یَعِدُکُمۡ مَّغۡفِرَةً مِّنۡهُ وَفَضۡلًا ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۲۶۸﴾ۙ﴾

ف	ق	ر

(ن) فَقۡرًا کھودنا۔توڑنے۔

فَاقِرٌ اسم الفاعل ہے۔توڑنے والا۔﴿تَظُنُّ اَنۡ یُّفۡعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿ؕ۲۵﴾﴾ (75/القیامہ:25) ''وہ گمان کریں گے کہ کیا جائے گا ان سے توڑنے والا کام۔''

(ک) فَقۡرًا محتاج ہونا۔مفلس ہونا۔

فَقۡرٌ اسم ذات ہے۔محتاجی۔مفلسی۔آیت زیرِ مطالعہ۔

فَقِیۡرٌ ج فُقَرَاءُ۔ فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔محتاج۔مفلس۔﴿وَمَنۡ کَانَ فَقِیۡرًا فَلۡیَاۡکُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ﴾ (4/النساء:6) ''اور جو ہو محتاج تو اسے چاہیے کہ وہ کھائے دستور کے مطابق۔'' ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ ۚ﴾ (35/فاطر:15) ''اے لوگو تم لوگ محتاج ہو اللہ کے۔''

ترکیب

یَعِدُ کا فاعل اس میں ھُوَکی ضمیر ہے جو اَلشَّیۡطٰنُ کے لیے ہے۔ کُمۡ کی ضمیر اس کا مفعول اوّل ہے اور اَلۡفَقۡرَ مفعول ثانی ہے۔ اس کے آگے یَعِدُ کا فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے۔ کُمۡ مفعول اوّل ہے جبکہ مَغۡفِرَۃً اور فَضۡلًا دونوں مفعول ثانی ہیں۔

ترجمہ

اَلشَّیۡطٰنُ	یَعِدُ	کُمُ	اَلۡفَقۡرَ	وَیَاۡمُرُ	کُمۡ
شیطان	وعدہ دیتا ہے	تم لوگوں کو	مفلسی کا	اور ترغیب دیتا ہے	تم لوگوں کو

بِالۡفَحۡشَآءِ ۚ	وَاللّٰہُ	یَعِدُ	کُمۡ	مَّغۡفِرَۃً	مِّنۡہُ
اعلانیہ بے حیائی کی	اور اللہ	وعدہ کرتا ہے	تم لوگوں سے	مغفرت کی	اس سے (یعنی اپنی)

وَفَضۡلًا ؕ	وَاللّٰہُ	وَاسِعٌ	عَلِیۡمٌ
اور (اپنے) فضل کا	اور اللہ	وسعت والا ہے	جاننے والا ہے

آیت نمبر (269)

﴿ یُّؤۡتِی الۡحِکۡمَۃَ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنۡ یُّؤۡتَ الۡحِکۡمَۃَ فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَیۡرًا کَثِیۡرًا ؕ وَ مَا یَذَّکَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۲۶۹﴾ ﴾

ترکیب

یُؤۡتِیۡ کا فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے۔ اَلۡحِکۡمَۃَ اس کا مفعول اوّل ہے اور مَنۡ مفعول ثانی ہے۔ اس کے آگے وَمَنۡ شرطیہ ہے۔ یُؤۡتَ الۡحِکۡمَۃَ شرط ہی اور فَقَدۡ اُوۡتِیَ خَیۡرًا کَثِیۡرًا جواب شرط ہے۔ شرط ہونے کی وجہ سے مضارع مجہول یُؤۡتٰی مجزوم ہوا تو یا گر گئی اور یُؤۡتَ باقی بچا۔ اس کا نائب فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو مَنۡ کے لیے ہے جبکہ اَلۡحِکۡمَۃَ مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اُوۡتِیَ ماضی مجہول ہے اور جواب شرط ہونے کی وجہ سے محلًّا مجزوم ہے۔ اس کا نائب فاعل بھی اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو مَنۡ کے لیے ہے جبکہ خَیۡرًا کَثِیۡرًا مفعول ثانی ہے۔

ترجمہ

یُّؤۡتِی	الۡحِکۡمَۃَ	مَنۡ	یَّشَآءُ ۚ	وَمَنۡ	یُّؤۡتَ	الۡحِکۡمَۃَ
وہ دیتا ہے	دانائی	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اور جس کو	دی جاتی ہے	دانائی

فَقَدۡ اُوۡتِیَ	خَیۡرًا کَثِیۡرًا ؕ	وَمَا یَذَّکَّرُ	اِلَّاۤ	اُولُوا الۡاَلۡبَابِ
تو اس کو دی گئی ہے	ایک کثیر بھلائی	اور نصیحت نہیں حاصل کرتے	مگر	سوجھ بوجھ والے لوگ

آیت نمبر (270)

﴿ وَمَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ نَّفَقَۃٍ اَوۡ نَذَرۡتُمۡ مِّنۡ نَّذۡرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُہٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۲۷۰﴾ ﴾

ترکیب

وَمَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ میں مَا موصولہ، شرطیہ ہے۔ اَنۡفَقۡتُمۡ سے مِنۡ نَذۡرٍ تک شرط ہے۔ اس میں افعال ماضی استعمال ہوئے ہیں اس لیے ان پر مجزوم ہونے کا عمل ظاہر نہیں ہوا اور وہ محلًّا مجزوم ہیں۔ فَاِنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُہٗ پورا جملہ جواب شرط ہے اور

یہ پورا جملہ محلاً مجزوم ہے اس لیے اس میں استعمال ہونے والا فعل مضارع یَعۡلَمُہٗ مجزوم نہیں ہوا۔ اگر جواب شرط میں فعل مضارع آتا تب وہ مجزوم ہوتا۔ اس وقت جملہ اس طرح ہوتا۔ فَیَعۡلَمۡہُ اللّٰہُ وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ میں مَا نافیہ ہے۔ اس کا اسم مِنۡ اَنۡصَارٍ ہے جو مبتداء مؤخر نکرہ کے طور پر آیا ہے۔ اس کی خبر مَوۡجُوۡدًا محذوف ہے اور لِلظّٰلِمِیۡنَ قائم مقام خبر ہے۔

ترجمہ

وَمَآ	اَنۡفَقۡتُمۡ	مِّنۡ نَّفَقَۃٍ	اَوۡ نَذَرۡتُمۡ	مِّنۡ نَّذۡرٍ
اور جو	تم لوگ خرچ کرتے ہو	کسی قسم کا خرچہ	یا منت مانتے ہو	کسی قسم کی منت

فَاِنَّ اللّٰہَ	یَعۡلَمُہٗ ؕ	وَمَا	لِلظّٰلِمِیۡنَ	مِنۡ اَنۡصَارٍ
تو یقیناً اللہ	جانتا ہے اس کو	اور نہیں ہیں	ظلم کرنے والوں کے لیے	کسی قسم کے مددگار

نوٹ۔1

احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں منت ماننے کو مستحسن نہیں قرار دیا گیا ہے۔ لیکن کوئی شخص اگر منت مان بیٹھے اور اس میں کسی شرعی قباحت کا کوئی پہلو نہ ہو تو اس کو پورا کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ (تدبر القرآن)

ہر انفاق اور منت کا عمل بھی اللہ کے علم میں ہوتا ہے اور ان کے پیچھے پوشیدہ جذبے اور نیت کو بھی اللہ جانتا ہے۔ یہ اعمال اگر صرف اللہ تعالیٰ کے لیے نہ ہوں بلکہ جذبے اور نیت میں کوئی فتور ہو تو پھر ایسے عمل کرنے والوں کو یہاں ظالم کہا گیا ہے۔

آیت نمبر (271)

﴿اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا ہِیَ ۚ وَاِنۡ تُخۡفُوۡہَا وَتُؤۡتُوۡہَا الۡفُقَرَآءَ فَہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ؕ وَیُکَفِّرُ عَنۡکُمۡ مِّنۡ سَیِّاٰتِکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ﴿۲۷۱﴾﴾

خ ف ی

(س) خُفۡیَۃً: پوشیدہ ہونا۔ چھپا ہوا ہونا۔ ﴿وَمَا یَخۡفٰی عَلَی اللّٰہِ مِنۡ شَیۡءٍ﴾ (14/ابراہیم:38) "اور پوشیدہ نہیں ہوتی اللہ پر یعنی اللہ سے کوئی بھی چیز۔"

خَافٍ: اسم الفاعل ہے۔ پوشیدہ ہونے والا۔ ﴿لَا تَخۡفٰی مِنۡکُمۡ خَافِیَۃٌ ﴿۱۸﴾﴾ (69/الحاقۃ:18) "پوشیدہ نہیں ہوگی تم سے کوئی پوشیدہ ہونے والی (جان)۔"

اَخۡفٰی: افعل التفضیل ہے۔ زیادہ پوشیدہ۔ ﴿فَاِنَّہٗ یَعۡلَمُ السِّرَّ وَاَخۡفٰی ﴿۷﴾﴾ (20/طٰہٰ:7) "تو وہ جانتا ہے بھید کو اور زیادہ پوشیدہ کو۔"

خَفِیٌّ: فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ پوشیدہ۔ ﴿اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا ﴿۳﴾﴾ (19/مریم:3) "اور جب اس نے پکارا اپنے رب کو ایک پوشیدہ پکار سے۔"

(افعال) اِخۡفَاءً: پوشیدہ کرنا۔ چھپانا۔ ﴿وَاَنَا اَعۡلَمُ بِمَاۤ اَخۡفَیۡتُمۡ وَمَاۤ اَعۡلَنۡتُمۡ ؕ﴾ (60/ممتحنۃ:1) "اور میں جانتا ہوں اس کو جو تم لوگ چھپاتے ہو اور اس کو جو تم لوگ اعلان کرتے ہو۔"

(استفعال)

اِسْتِخْفَاءً — پوشیدگی چاہنا یعنی چھپنا۔﴿ یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ النَّاسِ وَلَا یَسْتَخْفُوْنَ مِنَ اللّٰہِ ﴾ (4/النساء:108) ’’وہ لوگ چھپتے ہیں انسانوں سے اور نہیں چھپتے اللہ سے۔‘‘

مُسْتَخْفٍ — اسم الفاعل ہے۔ چھپنے والا۔﴿ وَمَنْ ھُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّیْلِ ﴾ (13/الرعد:10) ’’اور وہ جو چھپنے والا ہے رات میں۔‘‘

ترکیب

تُؤْتُوْا کا مفعول اوّل ھَا کی ضمیر ہے جو اَلصَّدَقٰتِ کے لیے ہے اور اَلْفُقَرَاءَ مفعول ثانی ہے۔ یُکَفِّرُ کا فاعل اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اس کو اَلصَّدَقٰتِ کے لیے ماننا ممکن نہیں ہے کیونکہ ایسی صورت میں فعل تُکَفِّرُ آتا ہے۔

ترجمہ

اِنْ	تُبْدُوا	الصَّدَقٰتِ	فَنِعِمَّا	ھِیَ	وَاِنْ	تُخْفُوْھَا
اگر	تم لوگ ظاہر کرو	صدقات کو	تو کیا ہی اچھا ہے	وہ	اور اگر	تم لوگ چھپاؤ اس کو

وَتُؤْتُوْھَا	الْفُقَرَآءَ	فَھُوَ	خَیْرٌ	لَّکُمْ	وَیُکَفِّرُ
اور پہنچاؤ اسے	حاجتمندوں کو	تو وہ (بھی)	بہتر ہے	تم لوگوں کے لیے	اور وہ دور کرے گا

عَنْکُمْ	مِّنْ سَیِّاٰتِکُمْ	وَاللّٰہُ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	خَبِیْرٌ
تم سے	تمہاری برائیوں میں سے	اور اللہ	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو	آگاہ ہے

نوٹ۔1

فرض صدقہ یعنی زکوٰۃ کو اعلانیہ دینا افضل ہے۔ اس کے علاوہ جو صدقات وخیرات ہیں ان کو چھپانا زیادہ بہتر ہے۔ یہی اصول تمام اعمال کے لیے ہے کہ فرائض کو اعلانیہ انجام دینا فضیلت رکھتا ہے اور نوافل کو چھپا کر کرنا افضل ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر(272)

﴿ لَیْسَ عَلَیْکَ ھُدٰىھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِکُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْہِ اللّٰہِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ یُّوَفَّ اِلَیْکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ ﴾

ترکیب

لَیْسَ کا اسم ھُدٰىھُمْ ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے جو کہ لَازِمًا ہوسکتی ہے۔ عَلَیْکَ قائم مقام خبر ہے۔ لٰکِنَّ کا اسم اللّٰہَ ہے اس لیے منصوب ہی اور جملہ فعلیہ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اس کی خبر ہے۔ وَمَا تُنْفِقُوْا کا مَا شرطیہ ہے اس لیے تُنْفِقُوْا کا نون اعرابی گرا ہے۔ فَلِاَنْفُسِکُمْ جملہ اسمیہ جواب شرط ہے۔ اس کا مبتداء ھُوَ بھی محذوف ہے اور خبر بھی محذوف ہے جو وَاجِبٌ یا ثَابِتٌ ہوسکتی ہے۔ لِاَنْفُسِکُمْ قائم مقام خبر ہے۔ وَمَا تُنْفِقُوْنَ کا مَا نافیہ ہے اس لیے تُنْفِقُوْنَ کا نون نہیں گرا۔ اِبْتِغَاءَ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ یُوَفَّ باب تفعیل کا مضارع مجہول یُوَفّٰی ہے۔ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا تو ی گر گئی۔

1

ترجمہ

لَيۡسَ	عَلَيۡكَ	هُدٰٮهُمۡ	وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	يَهۡدِىۡ
نہیں ہے (لازم)	تجھ پر	ان کی ہدایت	اور لیکن (یعنی بلکہ)	اللہ	ہدایت دیتا ہے

مَنۡ	يَّشَآءُ ؕ	وَمَا	تُنۡفِقُوۡا	مِنۡ خَيۡرٍ
اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اور جو بھی	تم لوگ خرچ کرتے ہو	کسی قسم کی کوئی بھلائی

فَلِاَنۡفُسِكُمۡ ؕ	وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ	اِلَّا	ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ اللّٰهِ ؕ
تو وہ تمہارے اپنے آپ کے لیے ہے	اور تم لوگ خرچ نہیں کرتے	مگر	اللہ کی خوشنودی کی جستجو کرتے ہوئے

وَمَا	تُنۡفِقُوۡا	مِنۡ خَيۡرٍ	يُّوَفَّ	اِلَيۡكُمۡ
اور جو بھی	تم لوگ خرچ کرتے ہو	کسی قسم کی کوئی بھلائی	تو پورا حق دیا جائے گا	تم لوگوں کو

وَاَنۡتُمۡ	لَا تُظۡلَمُوۡنَ
اور تم لوگوں پر	ظلم نہیں کیا جائے گا (یعنی حق تلفی نہیں ہوگی)

نوٹ۔1

ابتداء میں مسلمانوں کا خیال تھا کہ صرف مسلمان حاجتمندوں کی مدد کرنا انفاق فی سبیل اللہ ہے۔ اس آیت میں ان کی یہ غلط فہمی دور کی گئی ہے کہ لوگوں سے ہدایت قبول کرانا تمہاری ذمہ داری نہیں ہے۔ تم لوگوں تک ہدایت پہنچا کر اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو چکے۔ اب کسی کی مدد کرنے میں اس وجہ سے تامل نہ کرو کہ اس نے ہدایت قبول نہیں کی۔ اللہ کی رضا کے لیے جس انسان کی بھی مدد کرو گے، اس کا اجر اللہ تمہیں دے گا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

اِس آیت میں لفظ خَيۡرٍ کا ترجمہ عام طور پر مال کیا گیا ہے۔ لیکن مِنۡ تبعیضیہ کی وجہ سے بہتر ہے کہ اسے عام رکھا جائے۔ اسی لیے ہم نے ''کسی قسم کی کوئی بھلائی'' ترجمہ کرنے کو ترجیح دی ہے۔ اس سے راہنمائی یہ حاصل ہوتی ہے کہ اگر مال خرچ کرنے کی استطاعت نہیں ہے لیکن کسی انسان کی مدد کرنے کے لیے اگر تم اپنا علم، تجربہ اور مشورہ وغیرہ خرچ کرتے ہو یا صرف کسی کا دکھ سن لیتے ہو تو یہ سب کچھ مِنۡ خَيۡرٍ میں شامل ہے۔ اور اگر یہ سب کچھ صرف اللہ کی رضا کی غرض سے کیا جائے تو یہ بھی انفاق فی سبیل اللہ ہے جس کا پورا پورا اجر ملے گا۔ تجربہ اور مشاہدہ بتاتا ہے کہ SOCIAL FIBRE (یعنی معاشرتی بندھن) کو مضبوط کرنے میں مالی انفاق کی نسبت غیر مالی انفاق زیادہ مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ اِس غیر مالی انفاق میں اگر ذمی کافر کو شامل کیا جائے تو یہ اسلام کی زیادہ مؤثر تبلیغ بھی ہوگی۔

آیت نمبر (273)

﴿ لِلۡفُقَرَآءِ الَّذِيۡنَ اُحۡصِرُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ ضَرۡبًا فِى الۡاَرۡضِ يَحۡسَبُهُمُ الۡجَاهِلُ اَغۡنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعۡرِفُهُمۡ بِسِيۡمٰهُمۡ ۚ لَا يَسۡـَٔلُوۡنَ النَّاسَ اِلۡحَافًا ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ﴿۲۷۳﴾ ع ﴾

1

ع ف ف

(ض) عِفَّةً ہر ناپسندیدہ بات اور کام سے محفوظ ہونا۔ پاکدامن ہونا۔

(تفعّل) تَعَفُّفًا ناپسندیدہ چیزوں سے خود کو روکنا۔ جھجکنا۔ خوددار ہونا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(استفعال) اِسْتِعْفَافًا ناپسندیدہ چیزوں سے بچاؤ چاہنا۔ بچنا۔ باز رہنا۔ ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ﴾ (4/النساء:6) ''اور جو غنی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ باز رہے۔''

ل ح ف

(ف) لَحْفًا کسی چیز کو کپڑے سے ڈھکنا

(افعال) اِلْحَافًا کسی پر چھا جانا۔ لپٹنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

لِلْفُقَرَاۗءِ سے پہلے اس کا مبتداء محذوف ہے جو کہ اَلْاِنْفَاق یا تِلْكَ الصَّدَقٰتُ ہوسکتا ہے۔ اس کی خبر بھی محذوف ہے۔ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ کا فاعل اس میں ھُمْ کی ضمیر ہے جو اَلَّذِيْنَ کے لیے ہے۔ ضَرْبًا مفعول ہے۔ يَحْسَبُ کا فاعل اَلْجَاهِلُ ہے اور اس پر لام جنس ہے۔ اس کا مفعول اوّل ھُمْ کی ضمیر ہے جو اَلَّذِيْنَ کے لیے ہی اور اَغْنِيَاۗءَ مفعول ثانی ہے۔ مِنَ التَّعَفُّفِ کا مِنْ سببیہ ہے۔ اِلْحَافًا حال ہے۔

ترجمہ

لِلْفُقَرَاۗءِ الَّذِيْنَ	اُحْصِرُوْا	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
یہ ایسے حاجت مندوں کے لیے ہے جو	روک دیئے گئے	اللہ کی راہ میں

لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ	ضَرْبًا	فِي الْاَرْضِ	يَحْسَبُهُمُ	الْجَاهِلُ
جو صلاحیت نہیں رکھتے	سفر کرنے کی	زمین میں	گمان کرتے ہیں جن کو	ناواقف لوگ

اَغْنِيَاۗءَ	مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ	تَعْرِفُهُمْ	بِسِيْمٰهُمْ ۚ
خوش حال	خوددار ہونے کے سبب سے	تو پہچانے گا جن کو	ان کی علامت سے

لَا يَسْــَٔـلُوْنَ	النَّاسَ	اِلْحَافًا ۭ	وَمَا	تُنْفِقُوْا
وہ لوگ نہیں مانگتے	لوگوں سے	لپٹتے ہوئے	اور جو بھی	تم لوگ خرچ کرتے ہو

مِنْ خَيْرٍ	فَاِنَّ اللّٰهَ	بِهٖ عَلِيْمٌ
کسی قسم کی بھلائی	تو یقیناً اللہ	اس کو جاننے والا ہے

آیت نمبر (2/البقرہ:274)

﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ يَحْزَنُوْنَ ٢٧٤﴾

ترجمہ

الَّذِيْنَ	يُنْفِقُوْنَ	اَمْوَالَهُمْ	بِالَّيْلِ	وَالنَّهَارِ	سِرًّا	وَّعَلَانِيَةً
جو لوگ	خرچ کرتے ہیں	اپنے مال	رات میں	اور دن میں	چھپاتے ہوئے	اور ظاہر کرتے ہوئے

فَلَهُمْ	اَجْرُهُمْ	عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ	وَلَا خَوْفٌ	عَلَيْهِمْ
تو ان کے لیے ہے	ان کا اجر	ان کے رب کے پاس	اور کوئی خوف نہیں ہے	ان پر

وَلَا هُمْ	يَحْزَنُوْنَ
اور نہ ہی وہ لوگ	پچھتاتے ہیں

آیت نمبر (275)

﴿ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۭ فَمَنْ جَاۗءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ۭ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧٥﴾﴾

خ ب ط

(ض) خَبْطًا: کسی چیز کو روندنا۔ کچلنا۔

(تفعّل) تَخَبُّطًا: کسی چیز کو روند کر غیر متوازن کر دینا۔ دیوانہ بنا دینا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

س ل ف

(ن) سَلْفًا: آگے بڑھنا۔ پہلے گزرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

سَلَفٌ: اسم ذات ہے۔ گزری ہوئی چیز۔ ﴿ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّ مَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿٥٦﴾﴾ (43/الزخرف:56) ''تو ہم نے بنایا ان کو ایک گزری ہوئی چیز اور ایک مثال بعد والوں کے لیے۔''

(افعال) اِسْلَافًا: آگے کرنا۔ آگے بھیجنا۔ ﴿ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ ﴾ (10/یونس:30) ''وہاں جانچ لے گی ہر جان اس کو جو اس نے آگے بھیجا۔''

ع و د

(ن) عَوْدًا: کوئی کام شروع کرنے کے بعد اس کی ابتداء کی طرف دوبارہ لوٹنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں آتا ہے۔ (۱) کوئی کام دوبارہ یا پھر سے کرنا۔ (۲) کسی کی طرف واپس ہونا۔ (۳) پہلی حالت پر لوٹنا۔ دوبارہ ہو جانا۔ ﴿ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿١٠٧﴾﴾ (23/المؤمنون:107) ''اے ہمارے رب! تو نکال ہم کو اس سے پھر اگر ہم دوبارہ کریں تو بیشک ہم ظالم ہیں۔'' ﴿ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ ﴾ (14/ابراہیم:13) ''ہم لازماً نکالیں گے تم لوگوں کو اپنی سرزمین سے یا تم لوگ لازماً واپس ہو گے ہمارے مذہب میں۔'' ﴿ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿٣٩﴾﴾ (36/یٰس:39) ''اور چاند! ہم نے مقرر کیا اس کو منزلوں کے لحاظ سے یہاں تک کہ وہ پھر سے ہو جائے پرانی ٹہنی کی مانند۔''

عَآئِدٌ اسم الفاعل ہے۔ دوبارہ کرنے والا۔ واپس ہونے والا۔ ﴿ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ﴾ (44/الدخان:15) ''بیشک ہم کھولنے والے ہیں عذاب کو تھوڑا سا، بیشک تم لوگ دوبارہ کرنے والے ہو۔''

مَعَادٌ مَفْعَلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ لوٹنے یا واپس ہونے کی جگہ۔ ﴿ اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ﴾ (28/القصص:85) ''بیشک جس نے فرض کیا آپؐ پر قرآن، وہ ضرور لوٹانے والا ہے آپؐ کو واپس ہونے کی جگہ کی طرف۔''

عِيْدٌ خوشی کا ایسا دن جو ہر سال لوٹ آئے۔ عید۔ ﴿ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا ﴾ (5/المآئدہ:114) ''اے ہمارے رب! تو اُتار ہم پر ایک خوان آسمان سے، ہو جائے ہمارے لیے ایک عید۔''

عَادٌ حضرت ہودؑ کی قوم کا نام ہے۔ ﴿ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ﴾ (7/الاعراف:65) ''اور عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو۔''

(افعال) **اِعَادَةٌ** (۱) واپس لے جانا۔ (۲) واپس لانا۔ (۳) لوٹانا۔ ﴿ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ ﴾ (20/طٰہٰ:55) ''اس نے یعنی زمین ہم نے پیدا کیا تم کو اور اسی میں ہم واپس لے جائیں گے تم کو۔'' ﴿ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ﴾ (17/بنی اسرائیل:51) ''تو وہ لوگ کہیں گے کون دوبارہ لائے گا ہم کو۔'' ﴿ وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴾ (20/طٰہٰ:21) ''اور آپؐ خوف مت کریں۔ ہم لوٹا دیں گے اس کو اس کی پہلی حالت پر۔''

ترکیب

مَوْعِظَةٌ مؤنث غیر حقیقی ہے اس لیے فعل جَآءَ مذکر کے صیغے میں بھی درست ہے۔ مَنْ عَادَ کا مَنْ شرطیہ ہے اس لیے عَادَ کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔

ترجمہ

اَلَّذِيْنَ	يَاْكُلُوْنَ	الرِّبٰوا	لَا يَقُوْمُوْنَ	اِلَّا	كَمَا
جو لوگ	کھاتے ہیں	سود	وہ لوگ نہیں کھڑے ہوں گے	مگر	اس طرح جیسے

يَقُوْمُ	الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ	الشَّيْطٰنُ	مِنَ الْمَسِّ	ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ
کھڑا ہوتا ہے	وہ، خبطی کر دیتا ہے جو کو	شیطان	چھو کر	اس سبب سے کہ انہوں نے

قَالُوْٓا	اِنَّمَا	الْبَيْعُ	مِثْلُ الرِّبٰوا	وَاَحَلَّ
کہا	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	خرید و فروخت کرنا	سود کی مانند ہے	حالانکہ حلال کیا

اللّٰهُ	الْبَيْعَ	وَحَرَّمَ	الرِّبٰوا	فَمَنْ جَآءَهٗ
اللہ نے	خرید و فروخت کرنے کو	اور اس نے حرام کیا	سود کو	پس وہ، آئی جس کے پاس

مَوْعِظَةٌ	مِّنْ رَّبِّهٖ	فَانْتَهٰى	فَلَهٗ	مَا	سَلَفَ
کوئی نصیحت	اس کے رب (کی طرف) سے	پھر وہ باز آیا	تو اس کے لیے ہے	وہ جو	گزر گیا

وَ اَمْرُہٗۤ	اِلَی اللّٰہِ ؕ	وَمَنْ	عَادَ	فَاُولٰٓئِکَ
اوراس کا حکم (یعنی فیصلہ)	اللہ کی طرف سے	اور وہ جس نے	دوبارہ کیا	تو وہ لوگ

اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ	ھُمْ	فِیْھَا	خٰلِدُوْنَ
آگ والے ہیں	وہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں

آیت نمبر(276)

﴿ یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ ﴿۲۷۶﴾ ﴾

م ح ق

(ف) مَحْقًا گھٹانا۔ برکت ختم کر دینا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترجمہ

یَمْحَقُ	اللّٰہُ	الرِّبٰوا	وَیُرْبِی	الصَّدَقٰتِ ؕ	وَاللّٰہُ	لَا یُحِبُّ
گھٹاتا ہے	اللہ	سود کو	اور وہ اُگاتا ہے	صدقات کو	اور اللہ	پسند نہیں کرتا

کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ
کسی گنہگار ناشکرے کو

آیت نمبر(277)

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾ ﴾

ترکیب

اٰتَوُ دراصل اٰتَوْ ہے۔ آگے ملانے کے لیے واو کو ضمہ دی گئی ہے۔ دیکھیں آیت نمبر۔(2/البقرہ:110)، نوٹ۔1۔

ترجمہ

اِنَّ الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	وَاَقَامُوا	الصَّلٰوۃَ
بیشک جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کیے	نیک	اور قائم کی	نماز

وَاٰتَوُا	الزَّکٰوۃَ	لَھُمْ	اَجْرُھُمْ	عِنْدَ رَبِّھِمْ ۚ	وَلَا خَوْفٌ
اور پہنچائی	زکوۃ	تو ان کے لیے	ان کا اجر ہے	ان کے رب کے پاس	اور کوئی خوف نہیں ہے

عَلَیْھِمْ	وَلَا ھُمْ	یَحْزَنُوْنَ
ان پر	اور نہ ہی وہ لوگ	پچھتاتے ہیں

آیت نمبر(278)

﴿ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۲۷۸﴾ ﴾

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوا	اتَّقُوا	اللّٰهَ	وَ	ذَرُوْا	مَا
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ تقویٰ کرو	اللہ کا	اور	تم لوگ چھوڑو	اس کو جو

بَقِيَ	مِنَ الرِّبٰوا	اِنْ كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ
باقی بچا	سود میں سے	اگر تم لوگ	مومن ہو

آیت نمبر (279)

﴿فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾﴾

ح ر ب

(ن) حَرْبًا: کسی کی کوئی چیز لوٹ لینا۔ حاصل کر لینا۔

(س) حَرَبًا: سخت غضبناک ہونا۔

حَرْبٌ: اسم فعل ہے۔ لڑائی۔ جنگ (یعنی انتہائی غضب کی حالت میں دوسرے کا سب کچھ یہاں تک کہ زندگی بھی چھین لینے کا عمل) آیت زیرِ مطالعہ۔

مِحْرَابٌ: ج مَحَارِيْبُ۔ مِفْعَالٌ کے وزن پر اسم الآلہ ہے۔ کسی سے کچھ حاصل کرنے کا ذریعہ یا کنجی۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں آتا ہے۔ (۱) آرام وسکون حاصل کرنے کے لیے مکان میں داخل ہونے کا ذریعہ۔ مکان کی محراب۔ دروازہ۔ کھڑکی۔ (۲) اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے لیے اس سے ہم کلامی کا ذریعہ۔ مسجد کی محراب۔ ﴿اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾﴾ (38/صٓ:21) ''جب انہوں نے پھلانگا دروازے کو۔'' ﴿وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ﴾ (3/آل عمران:39) ''وہ کھڑا تھا اس حال میں کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا محراب میں۔'' ﴿يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ﴾ (34/سبا:13) ''وہ لوگ بناتے اس کے لیے جو وہ چاہتا محرابوں میں سے۔''

(مفاعلہ) مُحَارَبَةً: لڑائی کرنا۔ جنگ کرنا۔ ﴿الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ﴾ (5/المآئدہ:33) ''جو لوگ لڑتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے۔''

ترکیب

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا کے بعد هٰذَا یا ذٰلِکَ محذوف ہے جو گزشتہ آیت میں ذَرُوْا کی طرف اشارہ ہے۔ فعل امر اِيْذَنْ میں ی دراصل فاکلمہ کے ہمزہ کی بدلی ہوئی شکل ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ اسے جب ماقبل سے ملا کر پڑھتے ہیں تو فاکلمہ کا ہمزۂ اصلی واپس آجاتا ہے اور ماقبل سے ملا کر پڑھا جاتا ہے جبکہ فعل امر کا ہمزۃ الوصل صامت (SILENT) ہو جاتا ہے اور کبھی اس کو لکھنے میں بھی گرا دیتے ہیں۔ اس قاعدہ کے تحت ف ا أْ ذ نْ = فَائْذَنْ بھی درست ہے اور فَأْذَنْ بھی درست ہے۔ اِس آیت میں ہمزۃ الوصل گرا کر فَاْذَنْ کا جمع مذکر کا صیغہ فَاْذَنُوْا استعمال ہوا ہے۔

ترجمہ

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا	فَاْذَنُوْا	بِحَرْبٍ	مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ
پس اگر تم لوگ نہیں کرتے (اس کو)	تو تم لوگ سن لو	ایک جنگ (کی خبر)	اللہ اور اس کے رسول (کی طرف) سے

رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ	فَلَكُمْ	وَاِنْ تُبْتُمْ
تمہارے مالوں کے سر (یعنی زرِاصلی)	تو تمہارے لیے ہیں	اور اگر تم لوگ توبہ کرتے ہو

وَلَا تُظْلَمُوْنَ	لَا تَظْلِمُوْنَ
اور نہ تم لوگوں پر ظلم کیا جائے گا	تم لوگ ظلم نہیں کرو گے

آیت نمبر(280)

﴿وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸۰﴾﴾

ترکیب

اِنْ حرف شرط، كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ شرط اور فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ جواب شرط ہے۔ اس میں كَانَ تامہ ہے اور ذُوْ عُسْرَةٍ اس کا فاعل ہے، اس لیے ذُوْ مرفوع ہے۔ خَيْرٌ افعل التفضیل ہے اور خبر ہے۔ اس کا مبتداء فَهُوَ محذوف ہے۔

ترجمہ

وَاَنْ	اِلٰى مَيْسَرَةٍ ۭ	فَنَظِرَةٌ	ذُوْ عُسْرَةٍ	كَانَ	وَاِنْ
اور یہ کہ	کشادگی تک	تو مہلت ہے	تنگی والا	وہ ہو	اور اگر

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ	لَّكُمْ	خَيْرٌ	تَصَدَّقُوْا
اگر تم لوگ جانتے ہو	تمہارے لیے	(تو یہ) زیادہ بہتر ہے	تم لوگ اپنا حق چھوڑ دو

آیت نمبر(281)

﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۣ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَھُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ ع﴾

ترکیب

وَاتَّقُوْا کا فاعل اس میں اَنْتُمْ کی ضمیر ہے جبکہ يَوْمًا اس کا مفعول ہے اور نکرہ مخصوصہ ہے۔ آگے اس کی خصوصیت ہے۔ تُوَفّٰى باب تفعیل میں مضارع مجہول کا واحد مؤنث کا صیغہ ہے۔ كُلُّ نَفْسٍ اس کا نائب فاعل ہے اس لیے كُلُّ مرفوع ہے۔

ترجمہ

اِلَى اللّٰهِ ۣ	فِيْهِ	تُرْجَعُوْنَ	يَوْمًا	وَاتَّقُوْا
اللہ کی طرف	جس میں	تم لوگ لوٹائے جاؤ گے	ایک ایسے دن سے	اور تم لوگ بچو

وَ	كَسَبَتْ	مَّا	كُلُّ نَفْسٍ	ثُمَّ تُوَفّٰى
اس حال میں کہ	اس نے کمایا	وہ جو	ہر ایک جان کو	پھر پورا پورا دیا جائے گا

لَا يُظْلَمُوْنَ	ھُمْ
ظلم نہیں کیا جائے گا (یعنی حق تلفی نہیں ہوگی)	ان پر

نوٹ-1

سود کی حق میں دلیل یہ دی جاتی ہے کہ سورۃ الانفال کی آیت نمبر 60 میں دُشمن کے خلاف قوت جمع کرنے کے لیے گھوڑے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن زمانے کی ترقی کے ساتھ اب ہم گھوڑوں کے بجائے ٹینک رکھتے ہیں اور اس سے مذکورہ آیت کے حکم کی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ اسی طرح سود سے متعلق مذکورہ بالا آیات میں اُس زمانے کے سود کو چھوڑنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اب زمانے کی ترقی کے ساتھ بینک کے تجارتی سود پر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا۔ جس طرح امت کے فوجی استحکام کے لیے ٹینک کا استعمال ضروری ہے اسی طرح امت کے معاشی استحکام کے لیے بینک کے تجارتی سود کا استعمال ضروری ہے۔

اس دلیل میں جو منطقی کجی ہے اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہ از خود عیاں ہے۔ سیدھی بات یہ ہے کہ سورۃ الانفال کی آیت میں دُشمن کے خلاف قوت جمع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اب جس زمانے میں اُس قوت کی جو بھی شکل ہوگی اسی شکل میں اسے جمع کرنے سے اس آیت کے حکم پر عمل ہوگا۔ جبکہ سود سے متعلق مذکورہ آیات میں ہمیں سود کو چھوڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اب جس زمانے میں سود کی جو بھی شکل ہوگی، اس کی ہر شکل کو چھوڑ کر ہی ان آیات کے حکم پر عمل ہوگا۔

کہا جاتا ہے کہ اُس زمانے میں غرباء کو ان کی ضروریات کے لیے سود قرض دینے کا رواج تھا جس کی وجہ سے غریب لوگ قرضوں اور سود در سود کے بوجھ تلے دبتے چلے جاتے تھے، جو کہ صریحاً ظلم تھا۔ ہمیں اُس سود کو چھوڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جبکہ آج کل بینک کا تجارتی سود وہ سود نہیں ہے۔ کیونکہ اِن قرضوں سے تاجر اور صنعتکار منافع کماتے ہیں اور اس میں سے سود دیتے ہیں اس لیے مذکورہ حکم کا اطلاق تجارتی قرضوں پر نہیں ہوتا۔

یہ بات اُس وقت کے عرب معاشرہ سے ناواقفیت کی وجہ سے کہی جاتی ہے۔ ساری دُنیا جانتی ہے اور تسلیم کرتی ہے کہ اُس وقت پورے عرب معاشرے میں قبائلی نظام رائج تھا اور ان کی معاش کا انحصار زراعت سے زیادہ تجارت پر تھا۔ قبائلی نظام کی ایک بہت اہم خصوصیت یہ ہے کہ کسی قبیلے کا کوئی فرد اگر کسی مشکل میں گرفتار ہو جاتا ہے تو پورا قبیلہ اسے مشکل سے نکالنے کے لیے مدد دیتا ہی۔ اس کی مشکلات میں اضافہ کرنے کے لیے سود پر قرضہ دے کر اس کا نام AID (مدد) نہیں رکھتا۔ یہ تو سرمایہ دارانہ نظام کی نمایاں خصوصیت ہے۔ اس لیے یہ کہنا خلافِ واقعہ ہے کہ اُس زمانے میں غیر تجارتی قرضوں اور سود کا رواج تھا۔ اگر کبھی کوئی غریب کسی یہودی کے چنگل میں پھنس بھی جاتا تھا تو وہ استثناء شمار ہوگا، اسے رواج کہنا غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ تجارت پیشہ لوگ تھے اور اُس زمانے میں بھی تجارتی قرضوں اور سود کا ہی رواج تھا۔

تجارتی قرضوں پر بھی سود کی ممانعت کی جو بنیادی وجہ ہے، اس کو سمجھ کر ذہن نشین کر لیں۔ ایک تاجر کسی سرمایہ دار سے سود پر تجارتی قرض لیتا ہے۔ اگر تجارت میں نوع ہوتا ہے تو سرمایہ دار کے حصے میں منافع کی کریم یعنی مکھن آتا ہے اور تاجر کے حصے میں مکھن نکلا ہوا منافع آتا ہے حالانکہ سرمایہ دار آرام سے گھر بیٹھا رہا اور تاجر نے دن رات ایک کیا۔ اگر تجارت میں نقصان ہوتا ہے تو سارا نقصان تاجر کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ پھر 'مَرے پر سَو دُرّے' کے مصداق سود بھی ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس طریقۂ کار میں ایک فریق کے مفادات کو مکمل تحفظ فراہم کیا جاتا ہے، جو کہ سرمایہ دار ہے۔ جبکہ وہ دوسرے فریق یعنی تاجر کو کلیتاً حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یہ صریحاً ناانصافی اور ظلم ہے اس لیے اللہ نے سود کو حرام کیا ہے۔

ایک تاجر کسی سرمایہ دار سے نفع ونقصان میں شراکت پر تجارتی قرض لیتا ہے۔اب اگر تجارت میں نفع ہوتا ہے تو دونوں مل کر سے کھاتے ہیں اور اگر نقصان ہوتا ہے تو دونوں مل کر اس کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔اس طرح دونوں کا بوجھ ہلکا ہوجاتا ہے، یہ طریقہ کار انصاف اور عدل پر مبنی ہے اس لیے اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ نفع ونقصان میں شراکت پر قرض دیا گیا تو تاجر غلط نقصان دکھائے گا اور بینک نقصان میں رہیں گے۔اس لیے اس مسئلہ کا قابلِ عمل حل یہی ہے کہ قرضہ مقررہ شرح یعنی سود پر دیا جائے۔لیکن پاکستان میں جس طرح تھوک کے حساب سے قرضے معاف (WRITE OFF) کیے گئے ہیں اور کیے جارہے ہیں، اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سود پر قرضہ دینا بھی اس مسئلہ کا حل نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ ہے۔

شرح سود مقرر ہونے کی وجہ سے بینک زیادہ چھان بین نہیں کرتا کہ جس تجارت یا صنعت کے لیے قرض لیا جارہا ہے اس کے نفع بخش ہونے کے کیا امکانات ہیں۔کاغذی کاروائی پوری کرنے کے لیے ایک FEASIBILITY REPORT فائل لگالی جاتی ہے۔اکثر و بیشتر بینک کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا دیا ہوا تجارتی قرضہ تاجر نے کہاں خرچ کیا۔یہ وہ بنیادی وجہ ہے جس کی بناء پر قرضوں کے نادہندگان کی فہرست دن بدن طویل ہوتی جارہی ہے۔یہی قرضے اگر نفع ونقصان میں شراکت پر دیئے جائیں تو منصوبوں کی چھان بین کرنے کے لیے بینک کو اپنا ایک نظام وضع کرنا پڑے گا۔اس کے علاوہ قرضوں کو خرچ کرنے کی نگرانی کرنا بھی بینک کے لیے ضروری ہوجائے گا۔اس طرح نادہنگان کی تعداد بہت کم ہوگی اور جو بھی قرضے معاف کیے جائیں گے وہ جعلی نہیں ہوں گے۔

ایک وضاحت یہ بھی ضروری ہے کہ اسلام سے پہلے سے عرب میں لفظ ''ربوا'' ایک مخصوص اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتا تھا اور اس سے مراد وہ نفع تھا جو تجارتی قرضوں پر مقررہ شرح سے حاصل کیا جائے جب کہ تجارتی لین دین سے حاصل ہونے والے نفع کے لیے ''بیع'' کی اصطلاح مخصوص تھی۔اس میں نفع ونقصان میں شراکت والے معاہدے بھی شامل تھے، جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بی بی خدیجہؓ کا سامان تجارت لے کر بیرون ملک جاتے تھے۔

اس حقیقت کا ایک واضح ثبوت عربوں کا یہ قول ہے کہ بیع بھی تو ربوٰ کی مانند ہے، جسے آیت نمبر۔۲۷۵ میں نقل کیا گیا ہے۔لیکن مشابہت کے باوجود وہ لوگ ان کے فرق سے بھی وقف تھے، جبھی ان کے لیے الگ الگ اصطلاح استعمال کرتے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کا جواب نہیں دیا بلکہ صرف اپنا فیصلہ سنایا کہ اس نے بیع کو حلال کیا ہے ارور بو کو حرام کیا ہے۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہمارے بزرگوں نے اس مسئلہ کو کس طرح سمجھا اور دیکھا ہے۔ابن عربیؒ نے احکام القرآن میں فرمایا کہ ربا کے معنی اصل لغت میں زیادتی کے ہیں اور آیت میں اس سے مراد وہ زیادتی ہے جس کے مقابلے میں کوئی مال نہ ہو (یعنی کوئی شے نہ ہو) بلکہ محض ادھار اور اس کی میعاد ہو۔امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں فرمایا کہ ربا کی دو قسمیں ہیں۔ایک معاملات بیع و شراء کے اندر، دوسرے ادھار کا ربا۔اور جاہلیت عرب میں دوسری قسم ہی رائج اور معروف تھی کہ وہ اپنا مال (یعنی پیسہ) کسی کو معین میعاد کے لے دیتے تھے اور ہر مہینہ اس کا نفع لیتے تھے۔اگر میعاد معین پر ادائیگی نہ کرسکا تو میعاد بڑھادی جاتی تھی بشرطیکہ وہ سود کی رقم بڑھادے۔یہی کار باتھا جس کو

قرآن نے حرام کیا(منقول از معارف القرآن۔ج ا ص ۵۔۶۶۵)۔اس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اگر پیسہ ادھار دے کر نفع لیا جائے تو یہ ربا ہے جس کو قرآن نے حرام قرار دیا ہے۔جب کہ اگر کوئی چیز ادھار دے کر نفع لیا جائے یعنی نقد فروخت سے زیادہ قیمت لی جائے تو یہ بیع وشراء ہے جسے قرآن نے حلال قرار دیا ہے۔

سود کے متعلق آیات کے نزول کے وقت صحابہ کرامؓ کو بیع اور ربا میں تمیز کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔انہوں نے ربا کا کاروبار ترک کردیا جب کہ بیع کا کاروبار بدستور جاری رہا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس سے نہیں روکا۔مفتی شفیعؒ نے لکھا ہے کہ ''البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ربا کے مفہوم میں بیع وشراء کی چند صورتوں کو بھی داخل فرمایا جن کو عرب ربا نہ سمجھتے تھے۔مثلاً چھ چیزوں کی بیع وشراء میں یہ حکم دیا کہ اگر ان کا تبادلہ کیا جائے تو برابر سرابر ہونا چاہیے اور نقد دست بدست ہونا چاہیے۔اس میں کمی بیشی کی گئی یا ادھار کیا گیا تو یہ بھی ربا ہے۔یہ چھ چیزیں سونا،چاندی،گندم،جوّ،کھجور اور انگور ہیں۔

(معارف القران۔ج ا ص ۶۶۵)

مفتی محمد شفیعؒ نے مزید لکھا ہے کہ ''اس میں یہ بات قابلِ غور تھی کہ ان چھ چیزوں کی خصوصیت ہے یا ان کے علاوہ اور بھی چیزیں ان کے حکم میں ہیں اور اگر ہیں تو ان کا ضابطہ کیا ہے؟ یہی اشکال حضرت فاروق اعظمؓ کو پیش آیا جس کی بناء پر فرمایا کہ آیت ربا قرآن کی آخری آیتوں میں ہے۔اس کی پوری تفصیلات بیان فرمانے سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔اس لیے اب احتیاط لازم ہے۔ربا کو تو چھوڑنا ہی ہے،جس صورت میں ربا کا شبہ بھی ہو اس کو بھی چھوڑ دینا چاہیے۔(معارف القرآن۔ج ا ص ۶۶۵)۔حضرت عمرؓ کے اس قول کی بنیاد پر علماء کرام ادھار پر فروخت کی جانے والی اشیاء پر زیادہ نفع لینے کو ربا میں شامل کرتے ہیں جس کو قرآن میں حرام قرار دیا گیا ہے۔

لیکن میرا ذہن علماء کرام کی اس رائے کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہے۔میرے خیال میں یہ بات قابلِ غور نہیں ہے کہ مذکورہ چھ چیزوں کے علاوہ اور بھی چیزیں ان کے حکم میں ہیں یا نہیں ہیں۔ظاہری بات ہے کہ ان کے علاوہ کچھ اور چیزیں بھی ہوتیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ذکر ضرور کرتے۔اور اگر یہ طریقہ کار غلط ہوتا تو چھ چیزوں کو مستثنیٰ کرنے کے بجائے طریقہ کار کو ہی ربا کے حکم میں داخل فرمادیتے ہیں،لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔اس سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ آیاتِ سود کی جتنی وضاحت اللہ تعالیٰ کو منظور تھی،وہ اس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کرادی۔اب اس پر مزید غور کرنا اپنے اوپر وہ بوجھ لادنے والی بات ہے جس کا اللہ نے ہم کو مکلّف نہیں کیا۔اس طرح اس ہدایت کی خلاف ورزی ہوتی ہے کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے اس میں کمی بیشی نہ کی جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ارشاد ہے کہ اللہ کے احکام کے سلسلہ میں حضرت عمرؓ سب سے زیادہ سخت ہیں۔اس لیے ان کا معیار بزرگانِ دین اور علماء کرام کے لیے تو وہ چیز ہے جس کے لیے ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ (اور اس میں چاہیے کہ جان کھپانے والے جان کھپائیں) ۸۳/۲۶۔لیکن عوام الناس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے کہ دین میں لوگوں کے لیے آسانی پیدا کرو۔اس لیے حضرت عمرؓ کے قول کی بنیاد پر کسی ایسی چیز کو حرام قرار دینا درست نہیں ہے جسے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حرام قرار نہیں دیا۔

آیت نمبر (282)

1

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۭ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۠ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـــًٔا ۭ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ۭ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاۗءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ۭ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَاۗءُ اِذَا مَا دُعُوْا ۭ وَلَا تَسْــَٔـمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ۭ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۠ وَلَا يُضَاۗرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ڛ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۲۸۲ ﴾

ء ج ل

(س) اَجَلًا: کسی مشکل میں یا کسی چیز میں مبتلا ہونا۔

اَجَلٌ: اسم ذات بھی ہے۔ (۱) مدت (ابتلاء کے جار رہنے کی)۔ (۲) وقت (ابتلاء کے خاتمے کا)۔ ﴿لَوْ لَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ﴾ (4/ النساء:77) ''کیوں نہ تو نے مؤخر کیا ہمیں کچھ مدت تک۔'' ﴿وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ﴾ (7/ الاعراف:34) ''اور ہر ایک اُمت کے لیے ایک وقت ہے یعنی خاتمے کا۔''

اَجَلٌ: سبب۔ وجہ۔ ﴿مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ﴾ (5/ المائدہ:32) ''اس وجہ سے۔''

(تفعیل) تَاْجِيْلًا: وقت مقرر کرنا۔ ﴿وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۭ﴾ (6/ الانعام:128) ''اور ہم پہنچے اپنی اس مدت کو جس کا تو نے وقت مقرر کیا ہمارے لیے۔''

مُؤَجَّلٌ: اسم المفعول ہے۔ مقرر کیا ہوا وقت۔ ﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ۭ﴾ (3/ آل عمران:145) ''اور نہیں ہے کسی جان کے لیے کہ وہ مرے مگر اللہ کے حکم سے ایک لکھے ہوئے مقرر کردہ وقت پر۔''

ب خ س

(ف) بَخْسًا: حق سے کم دینا۔ گھٹانا۔ ﴿وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاۗءَهُمْ﴾ (7/ الاعراف:85) ''اور تم لوگ حق سے کم نہ دو لوگوں کو ان کی چیزیں۔''

بَخْسٌ: حق تلفی۔ تھوڑا۔ کم۔ ﴿فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا﴾ (72/ الجن:13) ''پس جو ایمان لایا اپنے رب پر تو وہ خوف نہیں کرتا کسی حق تلفی کا۔''

س ء م

(س) سَئَمًا: کسی چیز یا کام سے اُکتا جانا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ق س ط

1 ﷺ

(ض) قَسْطًا — حق کے خلاف کرنا۔ظلم کرنا۔

قَاسِطٌ — اسم الفاعل ہے۔حق کے خلاف کرنے والا۔﴿ وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝١٥ ﴾ (72/الجن:15)''اور جو حق کے خلاف کرنے والے ہیں تو وہ لوگ جہنم کے لیے بطورایندھن ہیں۔''

(ن) قِسْطًا — حق کے مطابق ہونا۔انصاف ہونا۔

قِسْطٌ — اسم ذات بھی ہے۔حق۔انصاف۔﴿ وَّ يَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ ﴾(3/آل عمران:21) ''تم لوگ نیکی کروان سے اورتم لوگ انصاف کروان سے۔''

اَقْسَطُ — افعل التفضیل ہے۔زیادہ انصاف والا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

(افعال) اِقْسَاطًا — حق کے مطابق کرنا۔انصاف کرنا۔﴿ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ ﴾ (60/الممتحنۃ:8) ''توتم لوگ صلح کراؤان دونوں کے درمیان انصاف سے اورتم لوگ حق کے مطابق کرو۔''

اَقْسِطْ — فعل امر ہے۔توانصاف کر۔﴿ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ ﴾ (49/الحجرات:9)''تو تم لوگ صلح کراؤان دونوں کے درمیان انصاف سے اورتم لوگ حق کے مطابق کرو۔''

مُقْسِطٌ — اسم الفاعل ہے۔ حق کے مطابق کرنے والا۔﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝٤٢ ﴾ (5/المائدہ:42) ''بے شک اللہ پسند کرتا ہے حق کے مطابق کرنے والوں کو۔''

ترکیب

وَلْيَكْتُبْ کا فاعل كَاتِبٌ۔ يَاْبَ کو لائے نہی نے مجزوم کیا تو ''ی'' گر گئی اور لَا يَاْبَ ہوگیا۔ وَلْيُمْلِلْ تھا جسے آگے ملانے کے لیے کسرہ دی گئی ہے اس لیے یہ بھی فعل امر غائب ہے۔اَللّٰهَ کا بدل ہونے کی وجہ سے رَبَّهٗ منصوب ہے۔مِنْهُ کی ضمیر حق کے لیے ہے۔سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا، كَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔اَنْ يُّمِلَّ میں ضمیر فاعلی هُوَ ازخودموجود ہےلیکن یہاں تاکید کے لیے اسے ظاہر کیا گیا ہے۔

يَكُوْنَانِ کا نونِ اعرابی لَمْ کی وجہ سے گرا ہے۔اس کا اسم اس میں شامل هُمَا کی ضمیر ہے جو شَهِيْدَيْنِ کے لیے ہے جب کہ رَجُلَيْنِ اس کی خبر ہے مِنَ الشُّهَدَاءِ میں لفظ الشُّهَدَاءَ اپنے لغوی مفہوم میں آیا ہے۔تَضِلَّ کا فاعل اِحْدٰىهُمَا ہےاَنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے فَتُذَكِّرَ منصوب ہوا ہے۔اس کا فاعل اَلْاُخْرٰى کو اور مفعول اِحْدٰىهُمَا کو مانا جائے گا۔اِذَا میں غیر معین مدت کا مفہوم ہوتا ہے۔اسے مزید غیر معین کرنے کے لیے مَا کا اضافہ کیا گیا ہے۔اَنْ تَكْتُبُوْهُ میں ضمیر مفعولی حق یا بِدَيْنٍ کے لیے ہےاور صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اس کا حال ہے۔اَلَّا تَكْتُبُوْهَا کی ضمیر مفعولی تِجَارَةً حَاضِرَةً کے لیے ہے۔يُضَارَّ کو مضارع معروف اور مجہول، دونوں ماننا ممکن ہےلیکن آگے وَاِنْ تَفْعَلُوْا آیا ہے اس لیے یہ مضارع مجہول ہے۔

ترجمہ

بِدَيْنٍ	تَدَايَنْتُمْ	اِذَا	اٰمَنُوْٓا	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
کسی اُدھار کا	تم لوگ باہم لین دین کرو	جب بھی	ایمان لائے	اے لوگو! جو

بَيْنَكُمْ	وَلْيَكْتُبْ	فَاكْتُبُوْهُ ؕ	اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى
تمہارے مابین	اور چاہیے کہ لکھے	توتم لوگ لکھواس کو	ایک معین وقت کے لیے

كَاتِبٌ	بِالْعَدْلِ ص	وَلَا يَاْبَ	كَاتِبٌ	اَنْ يَّكْتُبَ
ایک لکھنے والا	انصاف سے	اور انکار نہ کرے	کوئی لکھنے والا	کہ وہ لکھے

كَمَا	عَلَّمَهُ	اللّٰهُ	فَلْيَكْتُبْ ج	وَلْيُمْلِلِ
اس طرح جیسے	سکھایا اس کو	اللہ نے	پس چاہیے کہ وہ لکھے	اور چاہیے کہ املاء کرائے

الَّذِيْ عَلَيْهِ	الْحَقُّ	وَلْيَتَّقِ	اللّٰهَ	رَبَّهٗ
وہ جس پر	حق ہے (یعنی مقروض)	اور چاہیے کہ وہ تقویٰ کرے	اللہ کا	جو اس کا پالنے والا ہے

وَلَا يَبْخَسْ	مِنْهُ	شَيْـًٔا	فَاِنْ	كَانَ	الَّذِيْ عَلَيْهِ	الْحَقُّ
اور وہ نہ گھٹائے	اس سے	کوئی چیز	پھر اگر	ہو	وہ جس پر	حق ہے

سَفِيْهًا	اَوْ	ضَعِيْفًا	اَوْ	لَا يَسْتَطِيْعُ	اَنْ يُّمِلَّ	هُوَ
نا سمجھ	یا	کمزور	یا	وہ صلاحیت نہیں رکھتا	کہ املاء کرائے	وہ خود

فَلْيُمْلِلْ	وَلِيُّهٗ	بِالْعَدْلِ	وَاسْتَشْهِدُوْا
تو چاہیے کہ املاء کرائے	اس کا سرپرست	انصاف سے	اور تم لوگ گواہی کے لیے کہو

شَهِيْدَيْنِ	مِنْ رِّجَالِكُمْ ج	فَاِنْ	لَّمْ يَكُوْنَا	رَجُلَيْنِ	فَرَجُلٌ	وَّامْرَاَتٰنِ
دو گواہوں سے	اپنے مردوں میں سے	پھر اگر	نہ ہوں	دو مرد	تو ایک مرد	اور کوئی دو عورتیں

مِمَّنْ	تَرْضَوْنَ	مِنَ الشُّهَدَآءِ	اَنْ	تَضِلَّ
ان میں سے جن سے	تم لوگ راضی ہو	موقع پر موجود میں سے	(اس لیے) کہ	بھٹک (یعنی بھول) جائے

اِحْدٰىهُمَا	فَتُذَكِّرَ	اِحْدٰىهُمَا	الْاُخْرٰى	وَلَا يَاْبَ	الشُّهَدَآءُ
دونوں کی ایک	تو یاد دلائے	دونوں کی ایک کو	دوسری	اور انکار نہ کریں	گواہ

اِذَا مَا	دُعُوْا	وَلَا تَسْـَٔمُوْٓا	اَنْ	تَكْتُبُوْهُ
جب کبھی بھی	وہ لوگ بلائے جائیں	اور تم لوگ مت اکتاؤ	کہ	تم لوگ لکھواس کو

صَغِيْرًا	اَوْ	كَبِيْرًا	اِلٰٓى اَجَلِهٖ	ذٰلِكُمْ	اَقْسَطُ
(خواہ) چھوٹا ہو	یا	بڑا	اپنی مدت تک (کے لحاظ سے)	یہ	زیادہ حق کے مطابق ہے

عِنْدَ اللّٰهِ	وَاَقْوَمُ	لِلشَّهَادَةِ	وَاَدْنٰٓى
اللہ کے نزدیک	اور زیادہ نگراں ہے	گواہی کے لیے	اور زیادہ قریب ہے۔

اَلَّا تَرْتَابُوْٓا	اِلَّآ اَنْ	تَكُوْنَ	تِجَارَةً حَاضِرَةً
کہ تم لوگ شبہ میں نہ پڑو	سوائے اس کے کہ	وہ ہو	کوئی ایسا حاضر سودا

تُدِيْرُوْنَهَا	بَيْنَكُمْ	فَلَيْسَ	عَلَيْكُمْ	جُنَاحٌ	اَلَّا تَكْتُبُوْهَا
تم لوگ گھماتے ہو جس کو	اپنے مابین	تو نہیں ہے	تم لوگوں پر	کوئی گناہ	کہ نہ لکھو اس کو

وَاَشْهِدُوْٓا	اِذَا	تَبَايَعْتُمْ	وَلَا يُضَآرَّ
اور تم لوگ گواہ بناؤ	جب بھی	باہم خرید وفروخت کرو	اور تکلیف نہ دی جائے

كَاتِبٌ	وَّلَا شَهِيْدٌ	وَاِنْ تَفْعَلُوْا	فَاِنَّهٗ	فُسُوْقٌ
لکھنے والے کو	اور نہ گواہ کو	اور اگر تم لوگ (یہ) کرو گے	تو یقیناً یہ	نافرمانی ہے

بِكُمْ	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ	وَيُعَلِّمُكُمُ	اللّٰهُ	وَاللّٰهُ
تم لوگوں کی	اور تم لوگ تقوی کرو	اللہ کا	اور سکھاتا ہے تم لوگوں کو	اللہ	اور اللہ

بِكُلِّ شَيْءٍ	عَلِيْمٌ
ہر ایک چیز کو	جاننے والا ہے

نوٹ۔1

سود کی ممانعت کے بعد اب اس آیت میں اُدھار کے بیع وشراء کے متعلق ہدایات دی گئی ہیں۔ ''مدینہ والوں کا اُدھار لین دین دیکھ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ناپ تول یا وزن مقرر کر لیا کرو، بھاؤ تاؤ چکا لیا کرو اور مدت کا بھی فیصلہ کر لیا کرو۔'' (بخاری شریف۔ منقول از ابن کثیر)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میعاد مقرر کر کے قرض کے لین دین کی اجازت اس آیت سے بخوبی ثابت ہوتی ہے۔ (ابن کثیر)

نوٹ۔2

عربی کے جملہ فعلیہ میں عام طور پر فعل کے بعد فاعل اور اس کے بعد مفعول آتا ہے۔ لیکن اس ترتیب کو ہمیشہ قائم رکھنا ضروری نہیں ہے۔ البتہ چند صورتیں ایسی ہیں جب فاعل کو مقدم کرنا واجب ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ:۔

(۱) جب فاعل اور مفعول، دونوں مبنی کی طرح ہوں یعنی ان کی اعرابی حالت ظاہر نہ ہو۔ (۲) جب دونوں الفاظ میں فاعل اور مفعول بننے کی صلاحیت موجود ہو۔ (۳) اور جب ان دونوں میں امتیاز کرنے کا کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ مثلاً اگر ہم اَكْرَمَ زَيْدٌ حَامِدًا کے بجائے اَكْرَمَ حَامِدًا زَيْدٌ کہیں، تب بھی معنی میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ ہم زید اور حامد کی اعرابی حالت سے فاعل اور مفعول کا تعین کر سکتے ہیں۔ البتہ اگر اَكْرَمَ يَحْيٰى عِيْسٰى کہیں تو اب یحیٰی کو فاعل اور عیسٰی کو مفعول ماننا لازمی ہے۔ لیکن اگر ہم اَكَلَ يَحْيٰى كُمَّثْرٰى (یحیٰی نے امرود کھایا) کے بجائے اَكَلَ كُمَّثْرٰى يَحْيٰى کہیں تو بھی درست ہوگا اور دونوں جملوں میں یَحْيٰى کو ہی فاعل مانا جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ كُمَّثْرٰى (امرود) میں اَكَلَ کا فاعل بننے کی صلاحیت موجود نہیں ہے۔

آیت زیرِ مطالعہ میں فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى آیا ہے۔ اس میں اِحْدٰى اور اُخْرٰى، دونوں مبنی کی طرح ہیں اور دونوں میں فاعل اور مفعول بننے کی صلاحیت موجود ہے۔ البتہ ان میں امتیاز کرنے کا ایک قرینہ موجود ہے۔ اس سے پہلے اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا میں اِحْدٰى کے بھولنے کی بات ہو چکی ہے اس لیے اب فَتُذَكِّرَ کا فاعل اَلْاُخْرٰى کو اور مفعول اِحْدٰىهُمَا کو مانا جائے گا۔

آیت نمبر (283)

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ط فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ط وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ط وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ ع﴾

ر ھ ن

(ف) رَهْنًا: کسی بات کی ممانعت لینا۔ گروی رکھنا۔

رِهٰنٌ: ج رِهَانٌ۔ اسم ذات ہے۔ ضمانت۔ رہن۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

رَهِيْنٌ: فَعِيْلٌ کا وزن اسم المفعول کے معنی میں ہے۔ گروی رکھا ہوا۔ ﴿كُلُّ امْرِئٍۢ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿۲۱﴾﴾ (52/الطور:21) ''ہر شخص، بسبب اس کے جو اس نے کمایا، گروی رکھا ہوا ہے۔''

ترکیب

فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ مرکب توصیفی ہے اور مبتداء نکرہ ہے، اس کی خبر محذوف ہے۔ دوسرا امکان یہ بھی ہے کہ فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ کو خبر مان کر اس کے مبتداء کو محذوف مانا جائے۔ دونوں صورتوں میں مفہوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اَمِنَ کا فاعل بَعْضُكُمْ ہے اور بَعْضًا اس کا مفعول ہے۔ اؤْتُمِنَ دراصل مادہ ''ء م ن'' کا باب افتعال میں ماضی مجہول اُوْتُمِنَ تھا۔ ماقبل سے ملانے کے لیے افتعال کا ہمزۃ الوصل صامت (SILENT) ہوا تو فا کلمہ کا ہمزہ واپس آ گیا۔ اب واؤ دراصل ہمزہ کو لکھنے کی کرسی ہے جس کو پڑھا نہیں جائے گا۔ اَمَانَتَهٗ کی ضمیر بَعْضُكُمْ کے لیے ہے۔

ترجمہ

وَاِنْ	كُنْتُمْ	عَلٰى سَفَرٍ	وَّلَمْ تَجِدُوْا	كَاتِبًا	فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ط
اور اگر	تم لوگ ہو	کسی سفر پر	اور تم لوگ نہ پاؤ	کوئی لکھنے والا	تو قبضہ میں لیا ہوا رھن (لینا) ہے

فَاِنْ	اَمِنَ	بَعْضُكُمْ	بَعْضًا	فَلْيُؤَدِّ	الَّذِى
پھر اگر	بھروسہ کرے	تم میں سے کوئی	کسی پر	تو چاہیے کہ واپس کرے	وہ جس کو

اؤْتُمِنَ	اَمَانَتَهٗ	وَلْيَتَّقِ	اللّٰهَ	رَبَّهٗ ط
امین بنایا گیا،	اس کی امانت کو	اور اسے چاہیے کہ وہ تقویٰ کرے	اللہ کا	جو اس کا پالنے والا ہے

وَلَا تَكْتُمُوا	الشَّهَادَةَ ط	وَمَنْ يَّكْتُمْهَا	فَاِنَّهٗ
اور تم لوگ مت چھپاؤ	گواہی کو	اور جو چھپاتا ہے اس کو	تو یقیناً وہ ہے

عَلِيْمٌ ۲۸۳	تَعْمَلُوْنَ	بِمَا	وَاللّٰهُ	اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ
جاننے والا ہے	تم لوگ کرتے ہو	اس کو جو	اور اللہ	جس کا دل گناہ کرنے والا ہے

آیت نمبر(284)

﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۲۸۴﴾

ترکیب

مَا مبتداء ہے، اس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے اور فِي السَّمٰوٰتِ قائم مقام خبر ہے۔ اسی طرح مَا فِي الْاَرْضِ ہے۔ یہ دونوں جملے مبتداء مؤخر ہیں، ان کی خبر مُلْكٌ محذوف ہے اور ان کی قائم مقام خبر لِلّٰهِ مقدم ہے۔ يُحَاسِبْكُمْ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور اس کا فاعل اَللّٰهُ ہے۔

ترجمہ

فِي الْاَرْضِ ؕ	وَمَا	فِي السَّمٰوٰتِ	مَا	لِلّٰهِ
زمین میں ہے	اور وہ جو	آسمانوں میں ہے	وہ جو	اللہ کی ہی (ملکیت) ہے

تُخْفُوْهُ	اَوْ	فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ	مَا	تُبْدُوْا	وَاِنْ
تم لوگ چھپاؤ اس کو	یا	تمہارے جی میں ہے	اس کو جو	تم لوگ ظاہر کرو	اور اگر

يَّشَآءُ	لِمَنْ	فَيَغْفِرُ	اللّٰهُ ؕ	بِهِ	يُحَاسِبْكُمْ
وہ چاہے گا	اس کو جسے	پھر وہ معاف کرے گا	اللہ	اس کا	حساب لے گا تم لوگوں سے

قَدِيْرٌ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	وَاللّٰهُ	يَّشَآءُ ؕ	مَنْ	وَيُعَذِّبُ
قدرت رکھنے والا ہے	ہر چیز پر	اور اللہ	وہ چاہے گا	اس کو جس کو	اور وہ عذاب دے گا

آیت نمبر(285)

﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۲۸۵﴾

ترکیب

اٰمَنَ کے فاعل اَلرَّسُوْلُ اور اَلْمُؤْمِنُوْنَ ہیں۔ الرَّسُوْلُ پر لام تعریف ہے۔ لَا نُفَرِّقُ سے پہلے وَيَقُوْلُوْنَ محذوف ہے۔ جبکہ غُفْرَانَكَ سے پہلے نَسْئَلُ محذوف ہے۔

ترجمہ

مِنْ رَّبِّهٖ	اِلَيْهِ	اُنْزِلَ	بِمَآ	الرَّسُوْلُ	اٰمَنَ
انؐ کے رب (کی جانب) سے	انؐ کی طرف	نازل کیا گیا	اس پر جو	یہ رسولؐ	ایمان لائے

وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ	كُلٌّ	اٰمَنَ	بِاللّٰهِ	وَمَلٰٓئِكَتِهٖ
اور ایمان لانے والے	سب	ایمان لائے	اللہ پر	اور اس کے فرشتوں پر

وَكُتُبِهٖ	وَرُسُلِهٖ قف	لَا نُفَرِّقُ
اور اس کی کتابوں پر	اور اس کے رسولوں پر	(وہ لوگ کہتے ہیں کہ) ہم فرق نہیں کرتے

بَيْنَ اَحَدٍ	مِّنْ رُّسُلِهٖ قف	وَقَالُوْا	سَمِعْنَا
کسی ایک کے مابین	اس کے رسولوں میں سے	اور ان لوگوں نے کہا	ہم نے سنا

وَاَطَعْنَا	غُفْرَانَكَ	رَبَّنَا	وَاِلَيْكَ
اور ہم نے اطاعت کی	(ہم مانگتے ہیں) تیری مغفرت	اے ہمارے رب	اور تیری طرف ہی

الْمَصِيْرُ
لوٹنا ہے

آیت نمبر(286)

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ
اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ
لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٨٦﴾ ع﴾

ء ص ر

(ض) اَصَرًا: کسی چیز میں گرہ لگانا۔

اِصْرًا: اسم ذات ہے۔(۱) عہد و پیمان (۲) ذمہ داری۔ بوجھ۔ ﴿قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ﴾ (3/آل عمران:81) ''اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے کہا کیا تم لوگوں نے اقرار کیا اور تم لوگوں نے پکڑا یعنی قبول کیا اس پر میرے عہد کو۔''

ترجمہ

لَا يُكَلِّفُ	اللّٰهُ	نَفْسًا	اِلَّا	وُسْعَهَا ؕ	لَهَا	مَا
ذمہ دار نہیں بناتا	اللہ	کسی جان کو	مگر	اس کی اہلیت کو	اس کے لیے ہے	وہ (ثواب) جو

كَسَبَتْ	وَعَلَيْهَا	مَا	اكْتَسَبَتْ ؕ	رَبَّنَا
اس نے کمایا	اور اس پر ہے	وہ (گناہ) جو	اس نے اہتمام سے کمایا	اے ہمارے رب

لَا تُؤَاخِذْنَآ	اِنْ	نَّسِيْنَآ	اَوْ	اَخْطَاْنَا ۚ	رَبَّنَا	وَلَا تَحْمِلْ
تو مت پکڑ ہم کو	اگر	ہم بھول جائیں	یا	ہم چوک جائیں	اے ہمارے رب	اور تو مت ڈال

عَلَيْنَآ	اِصْرًا	كَمَا	حَمَلْتَهٗ	عَلَى الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِنَا ۚ
ہم پر	کوئی ذمہ داری	جس طرح	تونے ڈالا اس کو	ان لوگوں پر جو	ہم سے پہلے تھے

رَبَّنَا	وَلَا تُحَمِّلْنَا	مَا	لَا طَاقَةَ	لَنَا
اے ہمارے رب	اور تو مت اُٹھوا ہم سے	اس کو	کسی قسم کی کوئی طاقت نہیں ہے	ہم میں

بِهٖ ۚ	وَاعْفُ	عَنَّا	وَاغْفِرْ	لَنَا	وَارْحَمْنَا
جس کی	اور تو درگزر کر	ہم سے	اور تو بخش دے	ہم کو	اور تو رحم کر ہم پر

اَنْتَ	مَوْلٰىنَا	فَانْصُرْنَا	عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ
تو	ہماری بگڑی بنانے والا ہے	پس تو ہماری مدد کر	کافر قوم (کے مقابلے) پر

نوٹ-1

نیکی کرنا انسانی فطرت کے مطابق ہے اس لیے اس کے لیے فعل ثلاثی مجرد سے کَسَبَتْ آیا ہے۔ جبکہ بُرائی کرنے کے لیے انسان کو اپنے ضمیر سے لڑنا پڑتا ہے اس لیے اس کا فعل باب افتعال سے اِكْتَسَبَتْ آیا ہے۔

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاۃ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے. جس جس نے بھی اس کارخیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول ومنظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کاپی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے: info@khuddam-ul-quran.com ,www.khuddam-ul-quran.com

03217805614,0412437618,0412437781

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد